ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

کتاب السبعۃ فی القراءات ازابن مجاہد کا تعارف، منہج واسلوب و خصوصیات

Kitab al-Sabaah fi al-Qiraat by Ibn Mujahid, (may God have mercy on him)
Introduction, style and features.

*ڈاکٹر عبدالحیٔ

**پروفیسر ڈاکٹر تاج افسر

*ریسرچ سکالر پوسٹ ڈاکٹر فیلوشپ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، لیکچرار، نمل، اسلام آباد

**ڈین، فیکلٹی آف اصول الدین، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

That is, before Imam Ibn Mujahid 's Kitab al-Saba' came to public view, a large number of books on the Ilm ul Qiraat had been compiled. In the era when Imam Ibn Mujahid chose seven Qir'aats and limited the knowledge of Qura'at to them, the "Ilm ul Qur'aat" is very important. This selection and Qiraat represents a new phase in the history of "Ilm ul Qiraat".

In view of the importance of Imam Ibn Mujahid's "Kitab Al-Sabaa" in these Qiraat books, in this short article, the introduction, and style of this book have been clarified, what are the reasons for its superiority over other books and why it has been accepted by the mercy and grace of Allah. Also, Imam Ibn Mujahid, may Allah have mercy on him, has the status and virtue of priority in the selection of this subject in the "Ilm ul Qiraat".

This book is considered as the first source of "Ilm-i-Qiraat-e-Saba".

In which Imam Ibn Mujahid, may Allah have mercy on him, has made it clear that "Ilm-i-Qiraat" is based on hearing, and no Qiraat other than those quoted are permissible. In this book, the original sources and the strong, authentic Aasanid have been arranged and "Qi' rat of those imams" have been selected, on which the people of that region had agreed.

Imam Ibn Mujahid has also described the introduction of these imams of Qi' rat, and his own asaneeds (chain) on them. Differences in Qi' raat are explained in terms of the order of surahs in the Holy Qur'an. In some places, reasons and instructions for Qi'raat, have also been presented. Apart from this, the principles of selection of Qurraa, the justification of diversity of Qi' raat, Types of holders of the Quran, the principles of Qi' raat have also been explained. Therefore, by the grace and mercy of Allah Ta'ala, this topic has been chosen based on these features.

Keywords: Ilm ul Qiraat, "Ki tab al-Sabaah", "Ibn Muja hid", Introduction, manhaj and style

قرآن مجید کا نزول سات حروف پر ہوا ہے، قرآن مجید کی جمع وتدوین میں اس کی قراءات بھی شامل تھیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کی حفاظت کے لیے سات مصاحف تیار کرائے اور مختلف اسلامی علاقوں میں ان مصاحف کے ساتھ ایک ماہر قاری کو بھی بھیجا۔ انہی قراء سے آگے مختلف لوگوں نے سیکھا اور اس قرآن مجید کی قراءات کو جیسا اپنے اساتذہ سے سیکھا، اسی طرح آگے پہنچایا، ان قراء کی قراءات کو مختلف ائمہ نے اپنے اپنے اصول وقواعد کی روشنی میں جمع کیا۔ کسی نے پانچ ائمہ قراء کی قراءات کو جمع کیا، کسی نے دس، کسی نے بیس کسی نے پچیس قراء کی قراءات کو جمع کیا۔ اس زمانے میں لکھی گئی کتب میں بعض مشہور کتب قراءات درج ذیل ہیں: مثلاً

1. امام ابوعبید القاسم بن سلام (م: 224 ھ)
2. ابو حاتم سجستانی (م:225ھ)
3. احمد بن جبیر بن محمد کوفی (م:258ھ)، کتاب فی القراءات الخمسۃ (ہر علاقہ سے صرف پانچ قراء کا انتخاب کیا)
4. اسماعیل بن اسحاق مکی صاحب قالون (م:282ھ)، کتاب فی القراءات (اس میں بیس قراءات کو جمع کیا)
5. محمد بن جریر طبری (م:310ھ)، کتاب الجامع، (اس میں بیس قراءات کو جمع کیا)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

6. امام ابو بکر احمد بن مجاہد تمیمی بغدادی (م:324ھ) ان کی مشہور کتاب ''السبعۃ فی القراءات''(اس میں سات قراء کا انتخاب کیا)

7. ابو علی الفارسی (م : 377ھ)الحجۃ للقراء السبعۃ

پھر اس کے بعد چوتھی صدی ہجری کے آخر میں ابو عمر احمد بن محمد طلمنکی (429ھ) کے ذریعہ علم قراءات اندلس میں منتقل ہوا، پھر اس کے بعد مکی بن ابی طالب قیسی (437ھ) ،پھر حافظ ابو عمرو الدانی(444ھ) آئے،اس طرح بہت سی تالیفات اور کتب منظر عام پر آئیں۔

یعنی امام ابن مجاہد کی کتاب السبعہ کے منظر عام پر آنے سے پہلے علم قراءات میں کثیر تعداد میں کتب تالیف کی جا چکی تھیں۔ جس زمانہ میں امام ابن مجاہد نے سات قراء کا انتخاب کیا اور علم قراءات کو ان تک محدود کیا، علم القراءات میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یہ انتخاب اور پابندی علم القراءات کی تاریخ میں ایک نئے مرحلے کی نمائندگی کرتی ہے۔ ان کتب قراءات میں امام ابن مجاہد رحمہ اللہ کی کتاب السبعۃ کی اہمیت کے پیش نظر،اس مختصر آرٹیکل میں اسی کتاب کے تعارف، منہج واسلوب کو واضح کیا گیا ہے کہ اس کو باقی کتب پر فوقیت کے کیا اسباب ہیں اور اس کو اللہ تعالی کی مہربانی اور توفیق سے قبولیت کا درجہ کیوں کر حاصل ہوا۔

یہ کتاب ''علمِ قراءاتِ سبعہ'' کا اولین مصدر شمار ہوتا ہے۔جس میں امام ابن مجاہد رحمہ اللہ نے واضح کیا ہے کہ ''علمِ قراءت'' کاانحصار سماع پر ہے اور منقول کے علاوہ کوئی قراءات جائز نہیں۔ اس کتاب میں اصلی مصادر اور قوی و صحیح اسانید کا اہتمام کیا گیا ہے اور اُن ''ائمہ کی قراءات'' کا انتخاب کیا گیا ہے، جن پر اُس علاقے کے لوگوں کا اتفاق و اجماع تھا۔ امام ابن مجاہد نے ان ائمہ قراءات کا تعارف اور ان تک اپنی اسانید کو بھی بیان کیا ہے۔ اختلاف قراءات کو قرآن مجید میں سورتوں کی ترتیب کے لحاظ سے بیان کیا ہے۔ بعض جگہوں پر علل اور توجیہ قراءت بھی پیش کی گئی ہے۔اس کے علاوہ قراء کی تعیین کے اصول، جوازِ تنوعِ قراءات، حاملین قرآن کی اقسام اور اصولِ قراءات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ نیز علم قراءات میں امام ابن مجاہد کو اس انتخاب سبعہ میں اولیت کا درجہ وفضیلت بھی حاصل ہے،اس لیے اللہ تعالی کے فضل وکرم سے اس موضوع کا انتخاب کیا گیا ہے۔اس آرٹیکل کو دو مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلی مبحث میں مؤلف کا تعارف اور دوسری مبحث میں کتاب کا طریقہ کار واضح کیا گیا ہے۔

مبحث اول: تعارف ابن مجاہد(245 – 324ھ) (859ء- 936ء)

نام ونسب وپیدائش

نام ونسب احمد بن موسی بن عباس بن مجاہد بغدادی اور کنیت ابو بکر ہے۔آپ کی ولادت بغداد میں دو سو پنتالیس (245ھ)میں ہوئی۔[1]

شیوخ

امام ابن مجاہد نے اپنے زمانے کے مختلف علوم وفنون کے معروف ماہر علماء سے فیض حاصل کیا۔آپ کے شیوخ کی کثیر تعداد ہے۔[2] امام ابن الجزری نے آپ کے پچاس کے قریب شیوخ کا تذکرہ کیا ہے۔قراءات کے اساتذہ میں ابوالزعراء عبدالرحمن بن عبدوس[3]،

---

1. ابن الجزری، محمد بن محمد بن یوسف، شمس الدین، ابو الخیر، (م:833ھ)، غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء،ناشر: مکتبۃ ابن تیمیۃ، طبع: اول، 1351ھ. برجتراسر(٦٦٣) (١٣٩/١)

2. ابن الجزری،غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء،(٦٦٣) (١٣٩/١)

3. عبدالرحمن بن عَبدُوس،ابُوالزعراء البَغدَادِی المقرئ.[م: 290 ھ] عظیم اہل ادا اور ماہرین فن میں سے ہیں،ابو عمرو الدوری کے معروف تلامذہ میں سے ہیں،ان سے متعدد روایات پڑھی ہیں۔ابو بکر بن مجاہد اور علی بن حسن الرقی اور عمر بن عجلان وغیرہ کے شیخ ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز، ابو عبد اللہ (م: 748ھ)، معرفۃ القراء الکبار علی الطبقات والأعصار، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، طبع: اول، 1417ھ-1997م(١٣)(١٣٨) ،ابن الجزری،غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء،(١٥٨٩) (٣٧٣/١)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

اور قنبل المکی[1] ہیں۔آپ نے اپنے شیخ عبدالرحمن بن عبدوس سے خوب استفادہ کیا، حتی کہ انھیں بیس مرتبہ قرآن مجید سنایا۔ جیسا کہ امام الجزری لکھتے ہیں:قرأ علی عبد الرحمن بن عبدوس عشرين ختمة.[2]

تلامذہ

امام ابن مجاہد نے قراءت میں کمال حاصل کرنے کے بعد اس علم کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔امام ابن مجاہد کی زندگی میں ہی ان کی شہرت چہار دانگ عالم پھیل گئی، آپ دین، حفظ اور نیکی میں اپنے ہم عصروں سے سبقت لے گئے، جس کی بناء پر لوگ اطرافِ عالم سے آپ کے گرد ایسے جمع ہوئے جیسے شمع کہ گرد پروانے، کہ اہلِ علم واہل ادا کا جمِ غفیر جمع ہو گیا۔

قال الإمام ابن الجزری$ ولا أعلم أحدًا من شيوخ القراءات أكثر تلاميذ منه ولا بلغنا ازدحام الطلبة على أحد كازدحامهم عليه.[3]

''میں قراءات کے کسی ایسے شیخ کو نہیں جانتا جس کے شاگرد ان سے زیادہ ہوں اور نہ ہی ہم نے طلباء کو ایسے کسی کے گرد جمع ہوتے نہیں دیکھا جس طرح وہ آپ کے گرد جمع ہوتے۔''

قراءت میں آپ کے شاگردوں میں امام ابو علی الفارسی[4] ،ابو الفرج الشنبوذی[5]،امام الدار قطنی[6] وغیرہ ہیں۔

حکی ابن الأخرم أنه وصل إلى بغداد فرأى في حلقة ابن مجاهد نحوًا من ثلاثمائة مصدر.[7]

ابن الاخرم[8] نے کہا کہ وہ بغداد پہنچے اور ابن مجاہد کے حلقہ میں تین سو کے قریب ایسے ائمہ تھے جو قراءات کے مصادر سمجھے جاتے تھے۔

وقال علي بن عمر المقرئ كان ابن مجاهد له في حلقته أربعة وثمانون خليفة يأخذون على الناس.[9]

---

1. قنبل،ابو عمر، محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن خالد بن سعید مخزومی مکی. قراء سبعہ میں سے امام ابن کثیر کے راوی ہیں، مشہور قراء میں سے ہیں، اپنے زمانے میں حجاز کے شیخ القراء اور متقن امام تھے، ابو الحسن القواس اور البزي سے قراءت کو سیکھا، خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔ مشہور شاگردوں میں ابو بکر بن مجاہد، اور ابو الحسن بن شنبوذ ہیں۔مکہ میں ۲۹۱ھ کو ۹۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔ابن الجزری، غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء،(۳۱۱۵) (۱٦۵/۲)

2. ابن الجزری، غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء،(٦٦۳) (۱۳۹/۱)

3. ابن الجزری، غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء،(٦٦۳) (۱٤۲/۱)

4. حسن بن احمد بن عبد الغفار بن سلیمان، مؤلف کتاب التذکرۃ، کتاب الحجۃ ابن مجاہد کی کتاب السبعۃ کی بڑی عمدہ اور مفید شرح ہے۔ کتاب الایضاح والتکملۃ وغیرہ(م:۳۷۷ھ)غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء،(۹۵۱) (۲۰٦/۱)

5. محمد بن احمد بن ابراہیم، ابو الفرج شنبوذی شطوی بغدادی (300 – 387ھ)، علم قراءات اور تفسیر کے ائمہ میں سے ہیں۔ ابن الجزری، غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء،(۲۷۰۱) (۵۰/۲)

6. علی بن عمر بن احمد، ابو الحسن الدّار قطنی الشافعی(306 - 385 ھ) بغداد کے ایک محلہ دار قطن کے رہنے والے تھے، بغداد میں ہی وفات پائی۔ حدیث، قراءات اور نحو کے امام، صاحب تصانیف ہیں۔امام ابن مجاہد سے کتاب السبعہ سنی۔ علم القراءات میں بڑی عمدہ کتاب تحریر کی، امام جزری کے قول کے مطابق آپ سب سے پہلے ہیں جنھوں نے فروش سے پہلے اصول کی اصطلاح وضع کی۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: ابن الجزری، غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء،(۲۲۸۱) (۵۵۹/۱)

7. ابن الجزری، غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء،(٦٦۳) (۱٤۲/۱)

8. محمد بن النضر بن مر بن الحر الربعی، ابو الحسن، یا ابو عمرو، ابن الأخرم سے معروف ہیں، (260 - 341 ھ)، شام کے امام القراء اور شیخ التفسیر ہیں۔ ذہبی، شمس الدین، محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز، ابو عبد اللہ، (م: 748ھ)، سیر اعلام النبلاء، تحقیق: شیخ شعیب الأرناؤوط وغیرہم، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، طبع: سوم، 1405ھ/ 1985م(۳۳٤)(٦٤/۱۵ ۵)

9. ابن الجزری، غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء،(٦٦۳) (۱٤۲/۱)

علی بن عمر المقری(الدار قطنی) (385ھ) کہتے ہیں: ابن مجاہد کے حلقہ میں چوراسی خلیفہ تھے جو لوگوں پر حکومت کرتے تھے۔

علماء کی آراء:

علامہ ابو عمرو الدانی فرماتے ہیں :"فاق ابن مجاهد في عصره، سائر نظائره من أهل صناعته، مع اتساع علمه، وبراعة فهمه، وصدق لهجته، وظهور نسكه."[1]

"ابن مجاہد نے اپنے دور میں اپنے تمام ساتھیوں کو اپنے علم کی وسعت، اپنی فہم کی خوبی، اپنی سچائی، خلوص اور پرہیزگاری سے پیچھے چھوڑ دیا۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (748ھ) فرماتے ہیں: "الإِمَامُ، المقْرِئُ، المحَدِّثُ النَّحْويُّ، شَيْخُ المقرِئين، مُصَنِّفُ كِتَابِ السَّبْعَةِ.[2] وكان ثقة حجة."[3]

امام جزری فرماتے ہیں: الحافظ الأستاذ أبو بكر بن مجاهد البغدادي شيخ الصنعة وأول من سبع السبعة.[4]

تصانیف:

1. مصنف کتاب القراءات السبعۃ.[5]
2. قراءة النبي ﷺ
3. کتاب القراءات الکبیر
4. کتاب الشواذ فی القراءات
5. کتاب انفرادات القراء السبعہ
6. قراءة علی بن ابی طالب. وغیرہ [6]

وفات:

شیخ کی وفات بدھ کے دن ۲۰ شعبان ۳۲٤ھ کو ظہر کے وقت ہوئی۔[7]

مبحث دوم: کتاب السبعۃ کا اسلوب و منہج

کتاب السبعۃ کی اہمیت

علم قراءات میں ابن مجاہد کی کتاب السبعہ کی اہمیت اس سے واضح ہوتی ہے کہ یہ چوتھی صدی ہجری میں علم قراءت کی اسانید کا مرکز و محور تھی، اور اس زمانے میں موجود ان ائمہ کی قراءات، جن پر ان علاقے کے لوگوں کا اتفاق و اجماع تھا کو اصلی مصادر اور قوی و صحیح اسانید کے ساتھ اس کتاب میں جمع کیا گیا ہے۔

---

1. الذہبی، معرفۃ القراء الکبار علی الطبقات والأعصار، (۳) (۱۵٤)
2. ایضاً
3. ایضاً
4. ابن الجزری، غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء، (٦٦٣) (١٤٢/١)
5. الذہبی، معرفۃ القراء الکبار علی الطبقات والأعصار، (۳) (۱۵۳)
6. کحالۃ، عمر رضا، مجم المؤلفین، ناشر: مکتبۃ المثنی- بیروت، دار احیاء التراث العربی بیروت، (/)
7. ابن الجزری، غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء، (٦٦٣) (١٤٢/١)

اولین مصادر

تاریخی حوالہ سے دیکھا جائے تو ابن مجاہد رحمہ اللہ کی کتاب السبعہ سے پہلے بہت سی کتبِ قراءات منصہ ءشہود پر آچکی تھیں، دوسری و تیسری صدی ہجری میں علماء قراءات نے عظیم خدمات سرانجام دیں۔

جن میں ابوعبید قاسم بن سلام (م: ٢٢٤ھ) کی کتاب القراءات جس میں پچیس (٢٥) ائمہ کی قراءت کو جمع کیا گیا ہے۔اس کے بعد ابن مجاہد رحمہ اللہ کے شیخ قاضی اسماعیل بن اسحاق بغدادی (٢٨٢ھ) نے بیس (٢٠) ائمہ کی قراءات کو جمع کیا۔اسی طرح امام طبری رحمہ اللہ (م: ٣١٠ھ) نے بھی بیس (٢٠) کے قریب ائمہ کی قراءات کو جمع کیا ہے۔

چوتھی صدی ہجری میں ابو بکر بن مجاہد نے سب سے پہلے ان سات ائمہ کی قراءات کو جمع کیا، اور ان کا انتخاب فرمایا، جس کو اللہ تعالی کی طرف سے شرفِ قبولیت حاصل ہوا، اور علماء نے اس کو پسند فرمایا۔ان کے انتخاب کو نہ صرف ان کے زمانے بلکہ ان کے بعد کے علماء نے بھی قبول اور منظور کیا۔

اس کے بارے میں نویں صدی ہجری کے امام القراءات علامہ ابن الجزری فرماتے ہیں:

"وَأَوَّلُ مَنْ جَمَعَ قِرَاءَاتِهِمْ أَبُو بَكْرِ بْنُ مُجَاهِدٍ فِي أَثْنَاءِ الْمِائَةِ الرَّابِعَةِ".[1]

"چوتھی صدی میں سب سے پہلے ابو بکر بن مجاہد نے ان کی قراءات جمع کی۔"

امام ابن مجاہد کے قراء کی تعیین کے اصول

امام ابن مجاہد نے قراء کے انتخاب کے لیے جن اصولوں کو بنیاد بنایا وہ کتاب کے مقدمہ میں جابجا نظر آتے ہیں۔ذیل میں ان کے پانچ اصول بیان کیے جاتے ہیں:

وہ اصول جس کا تعلق قاری کی شخصیت اور اس کے علمی پہلو سے ہے۔

1. قاری متفقہ طور پر قراءات اور اعراب کی وجوہ کا اپنے زمانے میں امام ہو۔
2. قاری لغات اور کلمات کے معانی کا ماہر ہو۔
3. قراءات کے عیوب پر نظر رکھنے والا ہو۔
4. قاری آثار و روایت کا تتبع و پیروی کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا ہو۔
5. قراءت لینا کا اصول یہ ہے کہ جس علاقہ میں وہ قراءت پڑھی جارہی ہے اس پر علاقے کے لوگوں کا اتفاق ہو۔[2]

مصنف کا بیان کردہ منہج کتاب

اول: مقدمۃ الکتاب

١-جوازِ تنوع قراءات

امام ابن مجاہد نے سب سے پہلے اختلافِ قراءت کے جواز کی وضاحت فرمائی ہے۔فرماتے ہیں: "اختلف الناس في القراءة كما اختلفوا في الأحكام ورويت الآثار بالاختلاف عن الصحابة والتابعين توسعة ورحمة للمسلمين وبعض ذلك قريب من بعض."[3]

---

1. ابن الجزری، شمس الدین، محمد بن محمد بن یوسف، ابوالخیر، (م: 833ھ)، النشر فی القراءات العشر، تحقیق: علی محمد الضباع (م: 1380ھ)، ناشر: المطبعۃ التجاریۃ الکبری [تصویر دار الکتاب العلمیۃ] (/)
2. ابن مجاہد، ابو بکر، احمد بن موسی بن عباس تمیمی، بغدادی (م: 324ھ)، کتاب السبعۃ فی القراءات، محقق: شوقی ضیف، ناشر: دار المعارف — مصر، طبع: دوم، 1400ھ (ص: ٤٥، ٤٩) و تلخیص من الکتاب: المُطیری، احمد بن سعد بن حسین، ڈاکٹر، کتاب السبعۃ لابن مجاہد عرضاً ودراسۃ، کرسی القرآن وعلومہ، جامعۃ الملک سعود، طبع: اول، ١٤٣٦ھ، (١٤١-١٤٧)
3. ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، (ص: ١٧)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

''احکام میں اختلاف کی طرح لوگوں کا قراءات میں بھی تنوّع چلا آرہا ہے، صحابہ کرام وتابعین عظام سے اس تنوّع کے اقوال وآثار مروی ہیں،اور یہ اختلاف مسلمانوں پر آسانی اور رحمت ہیں اور یہ تنوع کا اختلاف ہے۔''

۲-حاملین قرآن کی اقسام

حاملین قرآن کے اس قرآن کو لینے (حفظ و یاد کرنا) اور نقل وروایت میں مختلف درجات ومراتب ہیں۔

امام ابن مجاہد نے ان حاملین قرآن کو چار مراتب میں تقسیم کیا ہے۔

1. **امام:**

ان حاملین قرآن کے علمبرداروں میں سے عربی دان، نحو و قراءت کی وجوہات کا عالم، الفاظ کے معانی اور لغات کا جاننے والا، قراءت کے نقائص پر بصیرت رکھنے والا، آثار واقوال کا نقاد، یہ ہے وہ امام جس کی طرف مسلم دنیا کے تمام علاقوں کے حفاظِ قرآن رجوع کرتے ہیں۔[1]

2. **اعرابی:**

ان حاملینِ قرآن میں ایسے بھی ہیں جو عربی ہیں اور اس میں کوئی غلطی نہیں کرتے، لیکن ان کو اس کے علاوہ اور کسی چیز کا علم نہیں، تو یہ اس اعرابی کی طرح ہے جو اپنی زبان میں پڑھتا ہے اور وہ اپنی زبان کو تبدیل کرنے کے قابل نہیں ہے، کیونکہ یہ اس کے کلام پر نقش ہے۔[2]

3. **حافظ:**

ان حاملینِ قرآن میں ایسے بھی ہیں جو سنی ہوئی بات کو پہنچاتے ہیں اور جو کچھ انہوں نے سیکھا ہے اس کو ادا کرنے کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں۔وہ گرائمر یا کچھ اور نہیں جانتے۔تو ایسا شخص حافظ ہے اور ان کو لمبا عرصہ یاد نہیں رہتا، ایسے لوگوں کو بہت جلد بھول جاتا ہے۔بہت زیادہ مشابہت اور ایک آیت میں زبر، زیر اور پیش کی کثرت کی وجہ سے اعراب ضائع ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کا انحصار نہ تو عربی زبان کے علم پر ہے اور نہ ہی اس کے معانی کو دیکھنے پر بلکہ اس کا انحصار اس کے حافظے اور سماعت پر ہے۔اور بعض دفعہ حافظ بھول جاتا ہے اور سماعت والا علم ضائع ہو جاتا ہے، اور حروف اس پر مشتبہ ہو جاتے ہیں، اس لیے وہ ایسی غلطیوں کے ساتھ تلاوت کرتا ہے جسے وہ نہیں جانتا۔

شک اسے دوسروں سے بیان کرنے اور خود کو صاف کرنے کی دعوت دیتا ہے اور ممکن ہے کہ وہ لوگوں کے نزدیک قابل اعتبار ہو، اس لیے اس سے لے لیا جائے ،جب کہ وہ اسے بھول گیا ہو اور اس کے بارے میں وہم میں مبتلا ہو۔

یا ہو سکتا ہے کہ اس نے کسی ایسے شخص سے پڑھا ہو جو بھول گیا ہو اور اعراب وقراءات کی غلط تشریح کی، اور اس میں شک آ گیا، اور وہم کا شکار ہو گیا، اس لیے اس کی قراءت کی نہ تو تقلید کی جائے گی نہ دلیل پکڑی جائے گی۔[3]

4. **نئی روایت:**

ان حاملینِ قرآن میں ایسے بھی ہیں جو اپنی قرات کا تلفظ کرتے ہیں، معانی اور زبانیں جانتے ہیں، لیکن انہیں قراءات اور لوگوں کے اختلاف اور روایات کا علم نہیں ہے۔عربیت کی معرفت کی بدولت وہ ایک قراءت کو عربی زبان کی روشنی میں جائز قرار دیتا ہے لیکن اس قراءت کو ماضی میں کسی نے نہیں پڑھا، لہذا وہ ایک نئی روایت کا حامل ہو گا۔[4]

اور اس نئی روایت کے حامل کی کراہت اور ممانعت پر بہت سی احادیث واقوال روایت کیے گئے ہیں۔

1.ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، (ص:۱۷)

2. ایضاً، (ص:۱۷)

3. ایضاً، (ص:۱۸)

4. ایضاً، (ص:۱۸)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

۳-منقول کے علاوہ تمام قراءات کا عدم جواز

نئی روایت کے حامل (مبدع) کی روایات کی ممانعت اور اس سے متعلقہ اقوال و آثار

نئی روایت کے حامل (مبدع) کی مرویات کو ناپسند کیا گیا ہے اور ان کو روایت کرنے یا نقل کرنے کی ممانعت کی احادیث و آثار منقول ہیں۔ امام ابن مجاہد نے کتاب کے مقدمہ میں تین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال کو باسند ذکر کیا ہے۔

1. حدثنا العباس بن محمد بن حاتم الدوري قال حدثنا أبو يحيى الحماني قال حدثنا الأعمش عن حبيب عن أبي عبد الرحمن السلمي عن عبد الله بن مسعودؓ قال: **"اتبعوا ولا تبتدعوا فقد كُفيتم".**[1]

"پیروی کرو اور مبدع نہ بنو، کیونکہ (جو بیان کر دیا گیا وہ) تمہارے لیے کافی ہے۔"

2. حدثني أبو زكريا يحيى بن محمد الحبلى حدثنا عبيد الله بن معاذ قال حدثني أبي قال حدثنا ابن عون عن إبراهيم قال قال حذيفة ؓ: **"اتقوا الله يا معشر القراء وخذوا طريق من كان قبلكم فوالله لئن استقمتم لقد سبقتم سبقا بعيدا ولئن تركتموهم يمينا وشمالا لقد ضللتم ضلالا بعيدا."**[2]

"اے قراء کی جماعت اللہ تعالی سے ڈرو اور ان لوگوں کا راستہ اختیار کرو جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، کیونکہ اللہ کی قسم اگر تم سیدھے رہو گے تو بہت آگے نکل جاؤگے اور اگر ان کو دائیں بائیں چھوڑو گے تو تم دور کی گمراہی میں پڑ جاؤ گے "۔

3. حدثني أحمد بن سعيد قال حدثنا إبراهيم بن سعيد الجوهري قال حدثنا يحيى بن سعيد الأموي عن الأعمش عن عاصم بن أبي النجود عن زر عن عبد الله قال قال لنا علي بن أبي طالب ؓ: **إن رسول الله ﷺ يأمركم أن تقرءوا القرآن كما علمتم.**[3]

علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت ایسے کرو جیسا کہ تمہیں سکھایا گیا ہے"۔

4. وحدثنا عباس الدوري قال حدثنا أبو يحيى الحماني قال حدثنا الأعمش عن شقيق قال قال عبد الله ؓ: **إني سمعت القرأة فرأيتم متقاربين فاقرءوا كما علمتم وإياكم والتنطع والاختلاف وإنما هو كقولك هلم وأقبل وتعال.**[4]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تلاوت سنی، اور میں نے دیکھا کہ آپ ایک دوسرے کے قریب تھے۔ لہٰذا اسی طرح پڑھو جس طرح تمہیں سکھایا گیا ہے، اور نافرمانی اور اختلاف سے بچو۔ لیکن یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تم کہتے ہو آؤ قبول کرو اور آؤ۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قراءات میں اصل نقل کا اعتبار ہے، جو معتمد امام یا شیخ نے پڑھایا، اس کی اتباع و پیروی ضروری ہے۔ صحابہ کے اقوال سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ انہوں نے اپنے شاگردوں (تابعین) کو یہی نکتہ سمجھایا اور مثال بھی دی کہ جیسے **هلم وأقبل وتعال** آو کے معنی میں مستعمل ہیں لیکن قرآن مجید کی تلاوت میں جو اپنے شیخ یا استاد سے پڑھا، سنا، اس کو لازم پکڑنا ضروری ہے۔

ائمہ قراءات کا موقف

امام ابو عمرو بن العلاء بصری لغت اور قراءت میں اپنے زمانے کے لوگوں کے امام تھے، اور تابعین میں سے مجاہد، سعید بن جبیر، عکرمہ اور یحییٰ

---

1. ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، (ص:۱۹)

2. ایضاً، (ص:۱۹)، **تخریج الحدیث:** دارمی، عبداللہ بن عبدالرحمن، تمیمی سمرقندی، ابو محمد (م: 255ھ)، السنن الدارمی، المقدمۃ، باب فی کراھیۃ أخذ الرأی، تحقیق: حسین سلیم اسد الدارانی، ناشر: دار المغنی للنشر والتوزیع، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، طبع: اول، 1412 ھ - 2000 م، (۲۸۸/۱) (۲۱۱)

3. ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات ، (ص:۲۰)، **تخریج الحدیث:** اس کی اصل صحیح بخاری میں ہے، بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ (م:۲۵۲ھ) صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دار السلام، ریاض، طبع، دوم، ۱۹۹۹، (ح:۷۲۸۲)

4. ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات ، (ص:۲۰)

بن یعمر سے پڑھا،(لغت وقراءات میں امام ہونے کے باوجود)انہوں نے وہ نہیں پڑھا جوان سے پہلے لوگوں میں سے کسی نے نہیں پڑھا(یعنی نقل کا اعتبار کیاہے،اپنی ایجاد نہیں کی)۔

وكان لا يقرأ بما لم يتقدمه فيه أحد.[1]

امام ابوعمرو بن العلاء بصری خود فرماتے ہیں:"لولا أنه ليس لي أن أقرأ إلا بما قد قرئ به لقرأت حرف كذا كذا وحرف كذا كذا."[2]

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں صرف وہی پڑھوں، جو پڑھا گیا ہے،تو میں فلاں اور فلاں حرف(قراءات) اور فلاں حرف پڑھتا۔

امام ابو بکر بن مجاہد فرماتے ہیں:اس معنی کی بہت سی احادیث ہیں،ان میں سے چند پر ہی اکتفا کیا ہے۔

٤-تنوعِ قراءات کے اقوال کی حیثیت

قراءات میں تنوع کے بارے میں منقول آثار کی حیثیت احکام میں منقول آثار کی طرح ہی ہے۔ان آثار کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

١-صحت اور ضعف کے اعتبار سے

٢- عربیت کے اعتبار سے

١-صحت اور ضعف کے اعتبار سے

اس اعتبار سے تین قسمیں بیان کی ہیں

١-ان میں سے بعض اقوال معروف ہیں اور ان پر اجماع ہے۔

٢-اور بعض قول لوگوں کے ہاں متروک ومکروہ ہیں اور ان کو لینے والا عیب دار ہے اگر چہ وہ روایت کرنے والا اور حافظ ہی کیوں نہ ہو۔

٣-جس میں بیان کرنے والے کا وہم ہو۔اس نے اپنی روایت ضائع کر دی اور اپنے لمبے عرصہ کی وجہ سے اس کا سماع بھول گیا،اس لیے جب اس نے اس کو اہل علم کے سامنے پیش کیا ،تو انھوں نے اس کے وہم کو جان لیا اور اس کے لینے والے کارد کیا، اور بعض دفعہ اس کی روایت ہی ساقط ہو جاتی ہے ،اس کے اس روایت پر اصرار کیوجہ سے۔[3]

٢- عربیت کے اعتبار سے

اس اعتبار سے چھ ٦ اقسام بیان کی گئی ہیں۔

1- منها المعرب السائر الواضح
2- ومنها المعرب الواضح غير السائر
3- ومنها اللغة الشاذة القليلة
4- ومنا الضعيف المعنى في الإعراب غير أنه قد قرئ به
5- ومنها ما توهم فيه فغلط به فهو لحن غير جائز عند من لا يبصر من العربية إلا اليسير
6- ومنها اللحن الخفي الذي لا يعرفه إلا العالم النحرير وبكل قد جاءت الآثار في القراءات.

1- مکمل خالص عربی
2- خالص عربی نہیں بلکہ باہر سے آیا ہوا ہو
3- شاذ لغت ہو
4- اعراب میں ضعیف المعنی ہو لیکن وہ معنی لیا گیا ہو
5- اس میں وہ بھی شامل ہے جو وہم کی وجہ سے غلطی کھا جائے، تو یہ غلط جائز نہیں،

1.ابن مجاہد،کتاب السبعۃ فی القراءات،(ص:١٨)
2. ایضاً،(ص:١٨)
3. ایضاً،(ص:٢٢)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

6- اس میں پوشیدہ غلطی بھی ہے، جس کو ماہر عالم ہی جانتا ہے۔

اور تمام اثرات پڑھنے میں آچکے ہیں۔

۵-قراءت کا انحصار سماع پر ہے

مدینہ، مکہ، کوفہ، بصرہ اور شام میں وہ قراءت پڑھی جاتی ہے جو انھوں نے اپنے سے پہلے لوگوں سے حاصل کی تھی، اور ان علاقوں میں سے ہر علاقے میں ایسے لوگ پیدا ہوئے، جنہوں نے اس قراءت کو تابعین سے حاصل کیا، اشرافیہ اور عوام نے متفقہ طور پر ان کی تلاوت پر اتفاق کیا اور ان کے راستے کو اختیار کیا، اس حوالے سے عمر بن الخطاب، زید بن ثابت، عروہ بن الزبیر، محمد بن المنکدر، عمر بن عبد العزیز اور عامر الشعبی سے مختلف اقوال مروی ہیں، جن میں سے دس اقوال کو امام ابن مجاہد نے بطور دلیل پیش کیا ہے، جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ قراءت کا تعلق سماع و نقل پر ہے، مثلاً زید بن ثابت سے منقول ہے کہ

"الْقِرَاءَة سنة فَاقْرَؤُوهُ كَمَا تجدونه".[1]

قراءت سنت ہے، پس ایسے پڑھو جیسے پاؤ۔

اسی طرح باقی اقوال ہیں۔

دوم: ائمہ قراءات کا تعارف

امام ابن مجاہد نے ائمہ قراءات کے تعارف میں سب سے پہلے مدینہ کے قراء کا تذکرہ کیا، اور فرمایا کہ: میں شہروں میں سے مدینۃ الرسول ﷺ کے اماموں کا تذکرہ سب سے پہلے کروں گا، کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کا مقام تھا، اور آپ ﷺ کے اکابر صحابہ کا سب سے بڑا مرکز و منبع اور سرچشمہ تھا، اور آپ ﷺ کے باقی سب صحابہ بھی ادھر ہی تھے۔ بعد میں آنے والوں نے انہی سے لے کر محفوظ کیا تھا۔

امام ابن مجاہد نے سب سے پہلے **منتخب شدہ ائمہ قراءات کا تعارف** کرایا ہے۔ ان ائمہ کے تذکرہ کے حوالے سے خاص طور پر پانچ باتوں کا اہتمام کیا ہے۔

۱-نسب نامہ ۲-اساتذہ ۳-تلامذہ۔ ٤-وفات قراءت کا مقام و مرتبہ

ترتیب ائمہ قراءات

کتاب میں ان ائمہ قراءات کی ترتیب اس طرح ہے۔

۱-مدینہ ۲-مکہ ۳-کوفہ ٤-بصرہ ۵-شام

اور علاقوں کی ترتیب کچھ اس طرح کی کہ سب سے پہلے مدینہ، مکہ پھر کوفہ اس کے بعد بصرہ اور آخر میں شام کے ائمہ قراءات کا تذکرہ خیر فرمایا۔

مدینہ

وہ امام جنھوں نے تابعین کے بعد رسول اللہ ﷺ کے شہر میں قراءت میں مشغول رہے، وہ ابو عبد الرحمن نافع بن عبد الرحمن بن ابی نُعیم ہیں۔ ان کے پانچ اساتذہ کا تذکرہ بڑی تفصیل سے کیا ہے۔

وعلى قِرَاءَة نَافِع اجْتمع النَّاس بِالْمَدِينَةِ الْعَامَّة مِنْهُم والخاصة. قَالَ أَبُو بكر وعلى قِرَاءَة نَافِع أهل الْمَدِينَة إِلَى الْيَوْم.[2]

ابو بکر ابن مجاہد نے کہا: اور نافع کی قراءت پر مدینہ منورہ میں عوام اور خواص تمام لوگ جمع ہوئے۔ اور آج بھی اہل مدینہ نافع کی قراءت کے مطابق تلاوت کرتے ہیں۔[3]

مکّہ

مکہ میں سے امام عبداللہ بن کثیر کا تذکرہ کیا ہے، اور ان کے ساتھ امام ابن محیصن کا تذکرہ کرتے ہوئے وضاحت کی ہے کہ ان کی قراءت پر اہل مکہ کا اجماع

---

1. ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، (ص: ٥٠)
2. ایضاً (ص: ٣٨)
3. ایضاً (ص: ٣٦)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

نہیں ہے جس طرح امام ابن کثیر مکی کی قراءت پر اجماع ہے۔اور مکہ میں امام ابن مجاہد کے دور تک اہل مکہ امام ابن کثیر کی ہی قراءت کرتے تھے۔

کوفہ

کوفہ میں سے تین ائمہ قراءت کا انتخاب کیا۔ابو بکر عاصم بن ابی النجود، حمزۃ بن حبیب الزیات اور علی بن حمزۃ الکسائی۔

بصرۃ

بصرہ میں سے ابُو عَمرِو بن العَلاء کا انتخاب کیا۔

شام

شام میں سے عبداللہ بن عامر یحصبی کا انتخاب کیا۔اہل شام ابن عامر شامی کی قراءت پڑھتے ہیں۔

قراء سبعہ کے اختیار کے اسباب:

عثمان غنیؓ نے سات مصاحف تیار کرا کر مختلف علاقوں میں بھیجے،اور ساتھ ایک ایک ماہر قاری بھی بھیجا، جس کی ذمہ داری تھی کہ وہ اپنے مصحف کے مطابق اپنے علاقے کے لوگوں کو پڑھائے گا، یہ حجاز، عراق اور شام کے سات افراد ہیں جو تابعین کی قراءات کے جانشین بنے۔یہ ماہر قراء تھے اور انہوں نے اپنے آپ کو اس تعلیم و تعلم کے لیے وقف کر لیا تھا یہاں تک کہ یہ امامت کے درجہ پر فائز ہوئے،اور ان علاقوں میں سے ہر علاقہ کے لوگوں نے ان کی قرأت پر اکتفا کیا ہے۔سوائے اس کے کہ اگر کوئی شخص اپنے لیے شاذ حروف کا انتخاب کرے تو انفرادی طور پر ان حروف میں سے تلاوت کرتا ہے جو پہلے بعض لوگوں سے نقل ہوئے ہیں اور وہ عام لوگوں کے پڑھنے میں شامل نہیں ہے۔[1]

ایک عقل مند آدمی کو ان ائمہ اور پیشوا سلف صالحین کے اس طریقے سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے جو وہ عربی میں جائز سمجھتا ہے، یا ایسے قاری سے جس پر اتفاق نہیں ہے۔[2]

امام ابن مجاہد کے اس قول سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ قراءات متواترہ جو ان ائمہ قراءات سے منقول ہے، اسی کو اختیار کیا جائے اور اسی میں تلاوت کی جائے۔شاذ قراءات کو بے شک وہ عربی قواعد کے مطابق درست ہو، جب تک وہ صحیح متواتر سند سے منقول نہ ہو، نہ لیا جائے۔

سوم: اہتمام سند

امام ابن مجاہد نے ان سات ائمہ قراءات کی اسانید کو اپنی اسانید سے ذکر کیا ہے۔

1- اسانید قراءت نافع

امام ابن مجاہد نے امام نافع رحمہ اللہ سے اپنی بارہ سے زائد اسانید کا تذکرہ کیا ہے۔ان اسانید میں قالون اور ورش کے علاوہ اسماعیل، ابن جماز، اصمعی، اسحاق مسیبی، یعقوب بن جعفر، لیث بن سعد، مالک بن انس، محمد بن عمر الواقدی، خارجہ، زبیر بن عامر اور ابو قرۃ موسی بن طارق وغیرہ امام نافع سے روایت کرتے ہیں۔

2- اسانید قراءت عبداللہ بن کثیر

ابن کثیر مکی سے روایت کرنے والے شبل بن عباد، معروف بن مُشکان اور اسماعیل بن عبداللہ بن قسطنطین ہیں، قنبل اور بزی واسطوں سے ان سے روایت کرتے ہیں۔

3- اسانید قراءت عاصم

امام عاصم سے ابو بکر شعبہ بن عیاش اور حفص کی مختلف اسانید کو بیان کیا ہے۔اس کے علاوہ امام عاصم سے روایت کرنے والے مفضل بن محمد الضبی، حماد بن سلمہ، ضحاک بن میمون، حماد بن عمرو، شیبان بن عبدالرحمن، نعیم بن میسرۃ نحوی، حکم بن ظہیر، مغیرۃ بن مقسم الضَّبّی اور حمّاد بن شُعَیب وغیرہ ہیں۔

---

1. ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، (ص:٦١)
2. ایضاً، (ص:٦١)

4- اسانید قراءت حمزہ

امام حمزہ سے سُلیم کے واسطہ سے قراءت پہنچی ہے، سُلیم کے علاوہ بھی واسطے ہیں۔

5-اسانید قراءت کسائی

امام کسائی سے چار اسانید کا تذکرہ کیا ہے۔ ۱-ابو عمر حفص الدوری، ۲-ابوالحارث لیث بن خالد، ۳-ابوعبید قاسم بن سلام اور ٤-نُصَیر بن یوسف

6- اسانید قراءت ابو عمرو بن العلاء

امام ابو عمرو بن العلاء بصری کے مشہور شاگردوں میں یحیی بن مبارک بن یزیدی ہیں،یحیی یزیدی سے روایت کرنے والوں میں ابو عمر حفص الدوری،ابو شعیب صالح بن زیاد السوسی اور ابو ایوب خیاط ہیں۔

ابو عمرو بن العلاء سے یحیی یزیدی کے علاوہ علی جہضمی،ابو زید انصاری،عبدالوہاب بن عطاء،ہارون بن موسی، حسین بن علی،شجاع بن ابی نصر، حسین بن علی ،عبید بن عقیل اور خارجہ بن مصعب وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

7- اسانید قراءت عبداللہ بن عامر

امام عبداللہ بن عامر شامی سے روایت کرنے والے یحیی بن حارث الذماری ہیں،یحیی بن حارث سے روایت کرنے والے ایوب بن تمیم،سوید بن عبدالعزیز اور ان سے روایت کرنے والے عبداللہ بن احمد بن ذکوان اور ہشام بن عمار ہیں۔

چہارم: تنوعِ قراءات کا منہج

امام ابن مجاہد نے مختلف قراءات کو پیش کرنے میں کیا منہج واسلوب اختیار کیا؟اس کے اہم نکات درج ذیل ہیں۔

۱-علل اور توجیہ قراءت

توجیہ القراءات سے مراد قراءات کے مختلف تنوعات کو پڑھنے کی وجہ اور علل کو جاننا، کہ اس طرح پڑھنے کی وجہ کیا ہے، جیسے ﴿مالك﴾ اور ﴿ملك﴾ دونوں کے پڑھنے کی وجہ کیا ہے جس نے ﴿مالك﴾ پڑھا تو کیوں پڑھا،اس کی وجہ کیا تھی اور جس نے ﴿مَلك﴾ پڑھا تو اس کی وجہ کیا تھی۔اخْتلفُوا فِي قَوْله ﴿مَالك يَوْم الدّين﴾ 4 فِي إِثْبَات الْألف وإسقاطها

فَقَرَأَ عَاصِم وَالْكسَائِيّ ﴿مَالك يَوْم الدّين﴾ بِأَلف وَقَرَأَ الْبَاقُونَ ﴿ملك﴾ بِغَيْر ألف

وَلم يمل أحد الْألف من ﴿ملك﴾

وَحجَّة من قَرَأَ ﴿مَالك﴾ قَوْله ﴿مَالك الْملك﴾ آل عمرَان 26 وَلم يقل ﴿مَلك الْملك﴾

و ﴿مَالك﴾ أمدح من ﴿مَلك﴾ لِأَنَّهُ يجمع الِاسْم وَالْفِعْل

وَقَالَ أَبُو حمدون عَن اليزيدي عَن أبي عَمْرو {ملك} يجمع مَالِكًا و {ملك} لَا يجمع ملكا

و ﴿مَالك يَوْم الدّين﴾ إِنَّمَا هُوَ ذَلِك الْيَوْم بِعَيْنِه و / ملك يَوْم الدّين / ملك ذَلِك الْيَوْم بِمَا فِيهِ

وَحجَّة من قَرَأَ ﴿ملك﴾ قَوْله ﴿ملك النَّاس﴾ النَّاس 2 وَقَوله ﴿الْملك القدوس﴾ الْحَشْر 22

وَقد رويا جَمِيعًا عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم[1] اس موضوع پر محمد بن محفوظ بن محمد امین الشنقیطی[2] کا ایک بڑا ہی عمدہ آرٹیکل "توجيه القراءات في كتاب السبعة لابن مجاهد " جمعًا ودراسةً" کے نام سے مصر کے شہر اسکندریہ سے چھپا ہے، جس کو بنیادی طور پر دو مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱-سورۃ الفاتحہ میں توجیہ قراءات

۲-باقی قرآن مجید میں توجیہ قراءات

1.ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، (ص: ١٠٤)

2.الشنقیطی،استاذ مساعد، قسم القراءات-کلیۃ القرآن الکریم والدراسات الإسلامیۃ-جامعۃ جدۃ—جدۃ

۱-سورۃ الفاتحہ میں توجیہ قراءت

امام ابن مجاہد نے سورۃ الفاتحہ میں چار مقامات پر تفصیل سے توجیہ قراءت بیان کی ہیں اور سورت کے آخر میں فرماتے ہیں

استطلتُ ذكر الْعِلَل بعد هَذِه السُّورَة وكرهتُ أَن يثقل الْكتاب فَأَمْسَكت عَن ذَلِك وأخبرت بِالْقِرَاءَةِ مُجَرّدَة.[1]

میں نے اس سورہ کے بعد کافی وجوہات بیان کرنے کا ارادہ تھا لیکن میں نے کتاب کے بہت بڑی ہونے کو ناپسند جانا، اس لیے میں نے اس سے اجتناب کیا اور میں نے صرف قراءات ہی کا تذکرہ کیا ہے۔

مثلاً ﴿ عَلَيْهِم﴾ میں ائمہ قراءات کا صلہ وعدم صلہ کا اختلاف ذکر کرنے کے بعد اس کی توجیہ اور علل بیان کرتے ہیں۔

فَأَما من كسر الْهَاء وَوصل الْمِيم بواو وَهُوَ قَول ابْن كثير وَنَافِع فِي أحد قوليه فَإِنَّهُ استثقل ضمة الْهَاء بعد الْيَاء {فَأتى} بالكسرة لِأَن الكسرة من جنس الْيَاء وَالْهَاء مؤاخية للياء لِأَن الْهَاء قد تقع فِي موقع الْيَاء بعض القوافي وَهِي حرف خَفِي فأتبعوا الْيَاء الكسرة فِي الْهَاء. وَأتوا بِالْمِيم مَوْصُولَة بواو الْجمع لِأَنَّهُ أصل الْكَلِمَة أَلا ترى أَنَّك إِذا ثنيت الْهَاء قلت عَلَيْهِمَا فَأتيت بِأَلف التَّثْنِيَة كَذَلِك إِذا جمعت قلت عليهمو فَأتيت بواو الْجمع كَمَا تَقول قَامَ وقاما وَقَامُوا.[2]

جس نے ﴿عَلَيْهِم﴾ کی ہا کو زیر دی اور میم کو واؤ سے جوڑ دیا یعنی میم جمع میں صلہ کیا، جو کہ ابن کثیر اور نافع کے دو قول میں سے ایک ہے۔ کیونکہ یائے ساکن کے بعد ہا کو پیش سے پڑھنا مشکل ہے تو اس نے ہا کو کسرہ زیر سے پڑھا۔ کیونکہ کسرہ یا کی جنس سے ہے، اور ہ 'ی' سے ملحق ہے، اس لیے کہ 'ہا' کچھ قافیوں میں یا کی جگہ پر واقع ہو سکتا ہے۔ یہ ایک مخفی حرف ہے، اس لیے یا کے بعد ہا کے کسرہ کو لائے۔

اور میم جمع کے ساتھ واؤ جمع لائے ہیں کیونکہ یہ لفظ کی اصل ہے۔

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جب آپ ہا ضمیر کو تثنیہ لاتے ہیں تو علیھما کہتے ہیں یعنی الف تثنیہ لے کر آئے، اسی طرح جب آپ جمع کا صیغہ لے کر آئے تو آپ نے علیھمو فرمایا، یعنی واو جمع لائے، جیسا کہ آپ کہتے ہیں، قَامَ وقاما وَقَامُوا۔

وَأما الضمة فِي الْهَاء من ﴿عَلَيْهِم﴾ وَهُوَ قَول حَمْزَة فَهِيَ أصل الْهَاء لِأَنَّهَا إِذا ابتدأت كَانَت مَضْمُومَة كَقَوْلِك هم فَتركت على حَالهَا.[3]

﴿عَلَيْهِم﴾ کی ہا ضمیر پر ضمہ امام حمزۃ نے پڑھا اور یہ ہا ضمیر کی اصل حرکت ہے کیونکہ جب اس سے ابتدا کی جائے تو یہ مضموم ہوتی ہے، جیسا کہ آپ کہیں هُم۔ تو اس کو اپنی اصل حالت میں چھوڑ دیا گیا ہے۔

۲-باقی قرآن مجید میں توجیہ قراءات

باقی قرآن میں مختلف جگھوں سے اٹھارہ مقامات سے توجیہات بیان کی ہیں۔

مثلاً

وَاخْتلفُوا فِي تسكين الْمِيم وَكسر التَّاء وتحريك الْمِيم وَتَشْدِيد التَّاء فِي قَوْله تَعَالَى ﴿فأمتعه قَلِيلا﴾ 126

فَقَرَأَ ابْن عَامر وَحده ﴿فأمتعه﴾ خَفِيفَة من أمتعت

وَقَرَأَ الْبَاقُونَ ﴿فأمتعه﴾ مُشَدّدَة التَّاء من متعت[4]

باقی تفصیل اور مثالوں کے لیے درج ذیل لنک سے رابطہ کریں۔[5]

۲-تعددِ اسانید

امام ابن مجاہد عام طور ہر اختلاف کو باسند ذکر کرتے ہیں۔

---

1. ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، (ص: ۸۰)
2. ایضاً، (ص:۷۸)
3. ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، (ص:۷۸)
4. ایضاً، (ص:۱٤٠)
5. https://bfda.journals.ekb.eg/article_105826_cc3b65a37d7c34ab27164d44824bbc1f.pdf

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

مالک یوم الدین میں اختلاف کو سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حَدثنِي مَدين بن شُعَيْب عَن مُحَمَّد بن شُعَيْب الْجَزْمِي عَن أبي معمر عَن عبد الْوَارِث عَن أبي عَمْرو أنه قَرَأَ ﴿ملك﴾ سَاكِنة اللَّام. وروى غَيره عَن عبد الْوَارِث عَن أبي عَمْرو ﴿ملك﴾ مَكْسُورَة الْمِيم وساكنة اللَّام.[1]

۲۔اصول قراءات کا منہج

امام ابن مجاہد نے قراء کے اصول پر کوئی الگ باب نہیں باندھا بلکہ سورتوں میں جہاں قراء کا اختلاف آئے تو اس کی مناسبت سے اس عنوان کا تفصیلی ذکر کر دیتے ہیں۔ جیسے سورۃ الفاتحہ کی آیت ۷ میں علیہم کے لفظ میں صلہ وعدم صلہ اور علیہم کی ہا کا ضمہ اور کسرہ پر درج ذیل عنوان باندھا ہے۔

الِاخْتِلَاف فِي صلَة مِيم الْجمع بواو وَفِي ضم ضمير الْهَاء قبلهَا وكسره[2]

اور اس عنوان کے تحت ائمہ قراءت کے مذاہب کو ذکر کیا ہے۔

اسی طرح سورۃ البقرۃ کے آغاز سے پہلے درج ذیل تین عنوان ذکر کیے ہیں۔

۱- ذكر الْإِدْغَام وَاخْتِلَافهمْ فِيهِ[3]

اور" ادغام اور اس میں ائمہ قراءات کے اختلاف" کے عنوان کے تحت تمام ائمہ قراءات کے مذاہب کو علیحدہ علیحدہ تفصیل سے بیان کیا ہے، مدغم اور مدغم فیہ کے بیان کے ساتھ کسی امام سے اگر مختلف روایات ہیں تو ان کو بھی نقل کیا ہے اور یہ عنوان تقریباً ۹ صفحات پر مشتمل ہے۔

۲- إدغام المتماثلين[4]

۳- النُّون الساكنة والتنوين[5]

اور سورۃ البقرۃ کے شروع میں درج ذیل سات عناوین ذکر کئے ہیں۔

1. ذكر هَاء الْكِنَايَة
2. ذكر الْهَمْز وَقَوْلهمْ فِيهِ
3. الْمَدّ وَالْقصر
4. الهمزتان المجتمعتان فِي كلمة
5. الهمزتان المتلاصقتان فِي كَلِمَتَيْنِ
6. ذكر الْفَتْح والإمالة
7. من مَوَاضِع الإمالة

٤۔عرض قراءات کا منہج

ترتیب سُوَرِ القرآن

مصنف نے کتاب کو قرآن کی سورتوں کی ترتیب پر مرتب کیا ہے، یعنی سورۃ الفاتحہ سے سورۃ الناس تک۔ ہر سورت میں جہاں پہلی مرتبہ اصولی اختلاف آتا ہے اسے تفصیل سے ادھر ہی ذکر کر دیتے ہیں۔[وَاخْتلفُوا فِي قَوْله] یا [قَوْله] کے اختلافی کلمہ کو ذکر کرتے ہیں اور سب سے پہلے وضاحت فرماتے ہیں کہ اختلاف کس بات میں ہے، پھر قراء سبعہ کا اختلاف ذکر کرتے ہیں۔

مثلاً:

وَاخْتلفُوا فِي قَوْله تَعَالَى ﴿وأحاطت بِهِ خطيئته﴾ 81 فِي الْجمع وَالْوَاحد

---

1. ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، (ص:۷۴،۷۵)
2. ایضاً، (ص:۷۷)
3. ایضاً، (ص:۸۱)
4. ایضاً، (ص:۹۱)
5. ایضا، (ص:۹۱)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

فَقَرَأَ نَافِع وَحده ﴿خطيئته﴾ جماعَة وَقَرَأَ الْبَاقُونَ ﴿خطيئته﴾ وَاحِدَة[1]

ہر سورت کا اختتام یاءات اضافت اور یاءات زوائد کے تذکرہ کے ساتھ کرتے ہیں۔

خصوصیات

امام ابن مجاہد کی کتاب السبعہ کے تعارف اور اسلوب و منہج کے ضمن میں اس کی بہت سی خصوصیات آگئی ہیں۔ تکرار سے بچتے ہوئے بطور اختصار اس میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

۔ان سات قرآء کے اختیار میں سبقت۔

۔اور اس علاقے کے لوگوں کا ان قراء پر اعتماد اور اتفاق کو بنیاد بنانا۔

۔ان قراء تک اپنی اسانید کو باہتمام ذکر کرنا۔

۔ان قراء کا تعارف بھی پیش کیا گیا ہے۔

۔اور ان کا انتخاب کیوں کیا گیا ہے؟ اس کے لیے ان کے انتخاب کے اصول، قواعد و ضوابط ذکر کر دیے ہیں۔

۔قراءات کے اختیار کے اصول و ضوابط بھی بیان کیے گئے ہیں۔

۔بعض مقامات پر ان قراءات کے پڑھنے کے جواز کی علتیں اور اسباب (وجوہ) بیان کی ہیں۔

نتائج بحث

1. امام ابن مجاہد کی کتاب السبعہ علم قراءات کی بنیادی کتب میں سے ہے۔"الفضلُ للمُتقدم" کے تحت امام ابن مجاہد کو اولیت کا شرف حاصل ہے اور انھوں نے اس قراءات سبعہ کی بنیاد فراہم کی، جس پر امام ابو عمرو الدانی نے عمارت تعمیر کی اور علم قراءات کو انتہائی اختصار، سہل، مہذب اور عمدہ انداز میں پیش کیا اور پھر اسی کتاب کو امام الشاطبیؒ نے نظم میں پیش کیا اور علم قراءات کو نظم، لغت، ادب اور بلاغت کی چاشنی کے ساتھ دریا کو کوزے میں بند کر دیا۔اور اب یہ کتاب علم قراءات کے لیے داخل نصاب ہے، جس کے بغیر اب علم قراءات کا سیکھنا ناممکن ہے۔
2. علم قراءات کی بہت سی کتب تھیں لیکن جواب ناپید ہیں جیسے ابو عبید قاسم بن سلام کی کتاب القراءات جنھوں نے پچیس ائمہ کی قراءات کو جمع کیا ۔ان کتب کی غیر موجودگی میں اب یہ کتاب ہمارے لیے کسی غنیمت سے کم نہیں۔
3. یہ کتاب علم قراءات میں تحقیق کے لیے بنیادی مصادر میں شامل ہے۔
4. دوسرا یہ کتب مستشرقین کے علم قراءات سے متعلق شبہات اور اعتراضات کا جواب ہیں۔
5. ان اصل مصادر کی موجودگی سے نہ صرف قرآن مجید بلکہ اس کی قراءات، پڑھنے کے مختلف انداز تک محفوظ ہیں۔ حتیٰ کہ وہ روایات بھی محفوظ ہیں جو کسی لحاظ سے یا کسی پہلو سے کمزور ہیں، ان روایات کو نہ صرف ذکر کیا گیا بلکہ ان کی کمزوری کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے۔

سفارشات

1. امام ابن مجاہد علم قراءات میں ایک جگمگاتے ستارے کی مانند ہیں، ان کی کتاب اور علم قراءات میں لکھی گئی باقی کتب میں تحقیق اور فرق نمایاں کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کے تفردات اور اَوجہ جو انھوں نے ذکر کیں لیکن وہ پڑھی نہیں جاتی، اس پر بھی کام کی گنجائش موجود ہے۔
2. علمائے امت نے دین کے کسی بھی پہلو میں کسی سوراخ یا شگاف کو نہیں چھوڑا کہ جس میں دشمنوں کو انگلی اٹھانے کا موقع ملے، ان کے بعد اس کی حفاظت اور اس کے آگے پہچانے کی اب یہ ہماری ذمہ داری ہے، اور چاہے یہ علم قراءات ہی کیوں نہ ہو۔

---

1. ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، (ص: ١٦٢)